سوانح عمری

جگت سروپا شری لال کشوری جی

العارفہ صاحبہ

مصنفہ

مہاتما دیوی . بھگت جی مہاراج

سوانح عمری

جگت سروپا شری للی شوری جی

لل عارفہ صاحبہ

مصنّفہ

مہاتما دیوی بھگت جی مہاراج - جو کہ ایشوری کے
مہان اوپاسک اور پرم بھگت ہیں (بذریعہ پنڈت رام جو
پنڈت ملہ ساکن پیرہ باغ حیدرپورہ [illegible] 5 میل بڈگام
روڈ - ریٹائرڈ ناظر محکمہ گورنری کشمیر)

پہلی بار ۱۰۰۰

قیمت ایکروپیہ ۵۰ نئے پیسے

اوم۔شری گنیشائے نمہ

سوانح عمری جگت سروپا شری للی شوری جی

جگت ماتا۔ایشوری کی جنم بھومی کشمیر منڈل کے موضع سیم پورہ (دکھو یہ مونہ) ایک پنڈت گھرانے موسومی چیدہ بیٹ یعنی چندرہ بٹ کے ہاں ہوئی ہے۔ عرصہ سال سنہ ۱۳۸۲ بکرمی سے آج تک ۶۳۵ سال کا دَور گزر گیا ہے۔ چونکہ پتا جی موضع سمپورہ میں رہ کر موضع کھو یہ موہ کے بڑے زمیندار تھے بلکہ موضع کھو یہ موہ میں ہی کچھ عرصہ بود و باش رکھتے تھے۔ ہراچھیا سے دیوی جی نے ماہ بھادون سنہ ۱۲۸۲ بکرمی اوتار دھارن کیا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اس وقت موضع کھو یہ موہ اور موضع رہسر میں دو چشمے پرگھٹ ہوئے یعنی چشمۂ کھو یہ موہ اور چشمہ شاہی پرگھٹ ہوئے ہیں جو کہ آج تک موجود ہیں۔ لوگ ہر دو چشموں پر جایا کرتے ہیں۔ دراصل پتا جی موسومی چدہ بٹ یعنے چندرہ بٹ موضع کھو یہ موہ سے ہر پورنماشی کو پہاڑ کے اُوپر گپھا میں پوجا کے واسطے جایا کرتے تھے جس کو کہ ہر شیشور مہادیو جی کہ ... برڑا وہاں سے پوجا کر کے گھر پر آیا کرتے تھے چونکہ ...

بھگت اور خدا دوست تھا اور بڑی عبادت کرتا تھا۔ جس کے
پریم بھاؤ اور تاثیر ہے اسی بھادون پورنماشی کے یوم دیوی جی کا
جس کو کہ ہمارے مسلمان بھائی لل دید یا للہ عارفہ کے نام سے
پکارتے ہیں کا پرادربھاؤ ہوا ہے۔ جب پتا جی اوپر گپھا سے پوجا
کر کے گھر پر تشریف لاتے ہیں تو گھر آ کر ان کو پتہ لگتا ہے۔ کہ
ان کے ہاں لڑکی یعنے دیوی للی شوری جی نے جنم لیا ہے۔ پتا جی نے
اپنے اہلیہ اور بھائی بندھوں کو اسی وقت کہہ دیا تھا۔ جگت امبا نے
درشن دے کر گپھا میں فرمایا تھا کہ میں نے خود جگت کے ہتکار کے
لئے آپ کے ہاں جنم لیا ہے۔ اور اس کی پالنا بڑی پریم بھاؤ سے
کرنی چاہیئے۔ جیسے سے دیوی جی نے اپنے والدین کے گھر میں رہنا
ہوا تو پتا جی کو ہر طرح سے آنند اور سکھ پراپت ہوا۔ چونکہ
پتا جی زمیندار بڑے بھگت ہو کر سدا شو اور جگت امبا کے پوجا
پاٹھ کیا کرتے تھے۔ دیوی جی چندر کلا کی طرح بڑھ کر دوسرے لڑکیوں
کے ساتھ دن بھر بچھڑوں اور لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ سات
سال کے بعد پتا جی معہ اپنے پریوار کے ماہ ہاڑ میں اشاڑھ چتردشی
کے تنتھی پر موضع کھرو جوالا مائی کے پوجا کے واسطے یاترا کرنے
کو جاتے ہیں۔ تو رستے میں موضع بالہامہ میں جہاں پر بالا دیوی جی
کا استھان ہے۔ وہاں پر کچھ عرصہ ٹھہرتے ہیں تو اچانک ایک سادھو
یا [illegible] کہ کہ لوگ (سدہ بالی) سرسٹ یعنے سدہ بالو کے

نام سے پکارتے تھے وہاں پر اُن کا درشن ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ وُہ جوگی تھے انہوں نے یوگ بل سے دیوی جی کا کمال دیکھا اور درشٹی سے آتمہ گیان کا اپدیش کیا اور یہ شلوک فرمایا :-

ادھرکا متر یہ کیول نرانم ُ   شبدھ روپ رس گندھ سپرش

آتمہ پرکاش سوپالی آسم   پرمہ تت دارم شیر رس پٹ

پھر دیوی جی نے فرمایا :-

چت نوی چندرمہ نوی   جلمے مئے پکان نوم نوی

ینہ مے پان ینون ٹرینوی   تنہ پھیس نوم نوی

یہ شبدھ سب یاتری سُن کر بڑے حیران ہوئے چونکہ دیوی جی کی عمر صرف سات سال کی اُس وقت تھی۔ مہاتما یعنے گورو مہاراج نے اُن کا کمال دیکھا اور اُن کا متھا ٹیکنے لگے چونکہ دیوی جی نے مریادا رکھنے کے واسطے گورو مہاراج کو دست بستہ نمسکار کیا اور یہ شبدھ فرمائے :-

پرتھوی سرھن گزھان سنیاسی   گاران سو درشن ملو

چھیالوری سنن نم مسیت آرتشی   درنسک سر یادر من ملو

کہہ کر پھر کہا کہ ہم شری جوالامائی کا درشن کر کے پھر موضع کھوتہ یعنی گھر جائیں گے۔ وہاں پر آپ کے درشن کی آشا رکھیں گے اور اب دیوی جی کا آٹھواں سال شروع ہوا۔ بھادون پورنماشی کو جنم دن منایا جا کر دیوی جی کو اسی ماہ بھادون پورنماشی سے صبح سویرے ایک بغیر نر انگسانی میں دروازے کے پاس کھڑا رہتا اور دیوی جی اس پر سوار ہو کر

اُسی گپھا سے درشن کر کے پھر اُسی طرح واپس گھر آیا کرتی تھی۔ یہ ماجرا صرف ماتا جی کو ہی معلوم ہوا اُس نے پتا جی کو ہی کہا یہاں تک کہ نو ۹ برس سال تک یہ بات بالکل پوشیدہ رہی صرف چند ایک جنگلی یعنے گوجر لوگ دیکھتے تھے کہ کوئی لڑکی شیر پر سوار ہو کر اوپر پہاڑ تک پھرا کرتی دکھائی دیتی ہے چونکہ وقت ۱۰ یا ۱۱ سال ہونے لگا اس لئے پتا جی مہاراج نے لوک آچار اور مرجاوار کھنے کے لئے اُن کے بیاہ کی چرچا اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں سے کرنے لگے یہاں تک کہ موضع پانپور کے ایک براہمن گھرانے موسومی نامی شیو بٹ کے ہاں جس کا لڑکا مسمی سوم بٹ تھا کے ساتھ شادی رچائی گئی۔ یہ چرچا جب پھیلتی گئی تو دیوی جی نے ہی دیگر لڑکیوں دوارا یہ بات سُن لی۔ تو اسی وقت سے چین بر جبین یعنے کرودھ مکھ دھارن کیا۔ کچھ عرصہ بعد اپنے پتا جی کے سامنے لڑکیوں کی طرح یہ شبدھ فرمائے:۔

لاری کلم نہ بیر بدلو گرہست ہیمالہ چھوئی کا پور جنگل
سیپنک راٹھ نہ دروگ گو گرہست ہیمالہ چھوی نال ژھنن سنگر

پتا جی یہ شبدھ سُن کر حیران ہو گئے۔ چُپ ہو کر شادی کے رسومات انجام دینے کی تیاری کرنے لگے۔ اور موضع پانپور سے دولھا معہ برات لیکر موضع کھویہ موہ آگیا تو رسومات شادی کے انجام دئے گئے اور جہیز کے ساتھ تین کا مدھین جو کہ دیوی جی خود پالتی تھی اور ایک گھوڑا اور قدرے پوشاک جہیز کے ساتھ دیا گیا تو دولھا اور دُلھن

موضع پانپور روانہ ہوئے وہاں پہنچتے ہی دیوی جی نے ایسی مایا پھیلائی کہ اُن کی ساس کو اُن کے من میں نوہ کے برخلاف خیالات پیدا ہونے لگے پھر دیوی جی نے پتی برتا دھرم کو زیر نظر لاکر اپنے سُسر اور ساس کو اچھی طرح سیوا ٹہل کرنے لگی۔ نیم کیا تھا کہ صبح سویرے اُٹھ کر سُسر اور ساس کے کمرہ کے باہر مٹی۔ داتن اور پانی کا لوٹا رکھ کر اپنے کام کاج میں لگی رہتی تھی اور ٹھاکور دوار کو لیپن کیا کرتی تھی۔ یہاں تک تیرھویں سال کے ماہ بھادون تک رات بھر صرف آتم گیان میں سالم وقت گزرتا تھا اسی ماہ بھادون کے پورنماشی کو بالکل سویرے اُٹھ کر انتر ناڈیاں دریا پر شودھنا کر کے جیسے شیر ببر کو یاد فرمایا تو اسی پورنماشی سے وہ حاضر ہو کر دیوی جی جگدمبا اور شمبھو مہاراج کے درشن کے لئے جایا کرتی تھی پھر اپنے وقت پر واپس آکر گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھی۔ یہ کسی کو گھر میں پتہ نہیں لگتا تھا تو دیوی جی کا کچھ عرصہ اسی طرح ہو گئی تو یہاں یعنے گھر میں رہنا پسند نہ فرمایا۔ اور مایا ایسی پھیلائی کہ اُن کی ساس کو شک پیدا ہوا کہ میری نوہ نہ معلوم صبح سویرے کہاں جایا کرتی ہے۔ اتفاقاً اُس کو اپنے بیٹے کو بُلا کر کہنے لگی تو تم اپنی اہلیہ کی کوئی نگرانی نہیں رکھتے ہو کہ یہ صبح سویرے کہاں جایا کرتی ہے۔ چونکہ مایا زبردست ہو کر لڑکے کو جو کہ بالکل سانپ سوبھاؤ کا تھا۔ من میں کچھ برخلاف خیال نہیں اُٹھا۔ اتفاقاً چودھویں اور پندرھویں سال یعنی دو سال دیوی جی نے سُسر اور ساس کی ایسی

خدمت کی۔ یعنی صبح سویرے اُٹھ کر ہر شیشور مہادیو جی کے درشن کر کے اپنے سُسر اور ساس کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی وہ حاضر ہو کر حسب دستور وہ کھڑائی اور مٹی لوٹا وغیرہ دروازے کے باہر رکھا کرتی تھی اور ٹھاکور دوار کے کمرہ کو لیپن کرتی تھی۔ ان دو سال میں ساس نے کوئی برخلافی نہیں کی۔ چونکہ دیوی جی کو گرہست آشرم میں زیادہ دیر تک رہنا پسند نہ ہوا۔ تو ایسی زبردست بابا پھیلائی کہ ساس اپنے لڑکے کو ایسا تنگ کرنے لگی کہ وہ بچارا ایک ہفتہ برابر رات بھر جاگرتی میں رہا تو کمرہ میں صرف سُورج بھگوان کا درشن کرتا رہا تو اپنے من میں سب کچھ پوشیدہ رکھا۔ چونکہ بابا کا بڑا زور تھا تو ماتا جی نے لڑکے کو نہایت ہی مجبور کیا کہ تم اپنی اہلیہ کو قابو نہیں کر سکتا۔ اب دیوی جی کا سولھواں[16] سال شروع ہوا تو ماتا جی کے مجبور کرانے پر مسمی سوم بٹ اس رات کو خاموشی اختیار کر کے بالکل ہوشیار رہا۔ یہاں تک شیر ببر اپنے عین وقت پر انگنائی میں حاضر ہو کر انتظار کرنے لگا تو دیوی جی حسب دستور شیر پر سوار ہونے لگی تو سوم بٹ جو بالکل ہوشیار تھا اُٹھ کر اُس نے بھی انگنائی میں یکدم شیر ببر کا دُم پکڑا یہاں تک کہ وہ آدھ گھنٹے کے اندر اندر ہر شیشور مہادیو جی کے گپھا میں پہنچکر پوجا پاٹھ کر کے واپس گپھا سے نکل کر دیکھتی ہے کہ اُن کے سوامی دونوں ہاتھوں سے شیر ببر کا دُم پکڑ کر رکھا ہوا ہے۔ خیر دیوی جی شیر پر بدستور سوار

ہوکر پانپور گھر پر آئی تو اپنے سوامی کو جو سب زخم آلودہ ہوا تھا کو دیکھا اور فرمایا کہ جو کچھ دیکھ لیا یہ ماجرا کسی کو نہیں کہنا تو دیوی جی امرت درشنی سے ان کے شریر کو دیکھا تو سارے زخم بالکل ختم ہو گئے حسب دستور اپنے کمرہ میں جا بیٹھا تو دیوی جی بدستور گھر کے کام میں لگی رہتی تھی - آتم گیان اور پراوپکار میں لگی رہتی تھی - اپنے یوگ اور گورو اُپدیش کو نہیں بھولتی تھی اور رسوئی میں کھانا پکانے کا کام کرتی تھی اتفاقاً دیوی جی یہ شبدھ رسوئی میں کہنے لگی :-

پانئ پانس چھہنہ میلان	اور تپ پانے یور نہ پانے
ایزی ہورس ہلچ تہاوک	گندان چھو پالے مور چھو مورے

یہ شبدھ سُن کر ماتا جی یعنے ساس کو زیادہ ویر بھاو لوح کے ساتھ ہونے لگا تو اس نے کیا سوچا کہ نوہ کو زیادہ آن دینا بند کرایا جائے تاکہ وہ نربل ہو جائے گی - وہ دریائے وتستا پر پتن سے ایک گول پتھر لاتی ہے اور اُس کو کھانے کے وقت دیوی جی کے کٹورے میں رکھنے لگی اور اُوپر تھوڑا سا چاول رکھنے لگی تو دیوی جی نے اس کا انکشاف کسی کے پاس نہیں کیا - پھر روٹی کھا کر یہ پتھر جس کو کہ (نلہ وَٹ) کا نام کہنے لگے صاف کر کے پھر رسوئی میں رکھتی تھی - ماتا نربل ہونے پر ایک دن بدستور عمل قدیم پتن یعنے یارہ بل پر دیوی جی اپنا نیم ذرا دیر سے کرنے لگی یہاں تک کہ وہاں چند ہمسایہ دیویاں نہانے کے لئے پتن پر آئیں اور ادھر اُدھر کی باتیں آپس میں کہنے لگیں آج للی شوری

دیوی ہماری موجودگی میں یہاں ہاتھ مُنہ دھونے آئی - ذرا اسے اپنی خبر و خیریت تو پوچھیں سہی - اس نے کیا کیا سلونے کھلائے ہیں - جب انہوں نے چپ چاپ رہ کر شانتی اختیار کی - مگر جب سب ہٹ کر انہوں نے اُسے جبراً بات کرانے پر مجبور کرایا کہ آج کل کیا کیا سلونا پکایا جاتا ہے اتنے میں دیوی جی نے مجبور ہو کر دوسرے سکھیوں سے کہا کہ کیا کہوں (ہُنڈ مارتن کنڈ مارتن - نوشہ نلہ وٹ ژلہ نہ زانہہ) یہ سب حیران ہو گئیں - پھر پانی بھر کر گھروں کو چلی گئیں - اس وقت ان کے سُسر جو کہ پتن پر نہانے کو آئے تھے یہ شبدھ سُن کر سوچنے لگے کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری نوہ (نلہ وٹ ژلہ نہ زانہہ) کا کیا مطلب ہے - گھر پر سُسر پہنچکر سوچنے لگے کہ ہمارے ایسے فرمانبردار اور پتی برتا نوہ کو ضرور کوئی زک پہنچا ہے اس لئے اس کی تحقیقات کرنی ضروری ہے - بدستور عمل روٹی کھلانے کا وقت پہنچا تو وہ خود یعنی سُسر رسوئی میں پنجرٹی سے دیکھنے کو گئے - واقعی وہاں رسوئی میں ماتا جی نے دیوی جی کے کٹورے میں ایک گول پتھر چاولوں کے نیچے رکھا ہوا پایا گیا - پھر اپنی اہلیہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون سا طریقہ اب اختیار کیا ہوا ہے - اہلیہ نے کہا کہ ایسے باتوں پر کچھ غور نہ فرماویں میں بعد میں سب کچھ کہوں گی - اب سنکھیپ طور کہا جاتا ہے کہ گھر میں پانی بالکل کم پہنچتا ہے - یہ کام کاج کے قابل نہیں ہے - پھر دیوی جی نے جب ایک گھڑا پانی لا کر ساس کو کہتی ہے کہ ماتا جی جتنے بانڈے رسوئی میں ہیں سب کو پانی بھر دیا گیا - آشچریہ کی بات ہے کہ ایک گھڑے سے

۱۹ بانڈے بھر دیئے گئے۔ پھر بھی گھڑا خالی نہ ہوا۔ یہ چمتکار دیکھ کر ماتا جی نے کہا کہ آج دکھانے کے واسطے اتنا پانی لایا۔ اب اور کوئی برتن موجود نہیں ہے۔ پھر بچا ہوا پانی کھڑکی سے باہر پھینک دیا گیا جہاں پر تیل ترناگ کا چشمہ بن گیا۔ جب اس طرح بھی ساس ہار گئی تو چرخا کاتتے یہ کہا کہ کیوں تار سوت موٹی ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس کو بھی دیوی جی نے بیخ نیلوفر کے تار کی طرح بال نکلنے میں دیکھا اسی طرح دیوی جی کا کاتا ہوا سوتر ان کے سامنے پیش گیا۔ اس پر بھی وہ ہار گئی۔ اب اپنے لڑکے کو دیوی جی کے نگرانی رکھنے کے لئے مجبور کیا وہ بچارا ماں کے ممتا کے مارے رات بھر جاگرت میں رہتا تھا۔ سویرے مجبور ہو کر سسرال یعنی موضع کھونہ موہ میں چلا گیا کچھ عرصہ وہاں ٹھہر کر پوجا پاٹھ میں زیادہ وقت لگانے لگے۔ پھر ماہ ماگھ پورنماشی کو اور گپھا میں جا کر پوجا پاٹھ کرنے جاتے ہیں۔ دیوی کے اچھیا سے وہ گپھا سے واپس نہیں نکلتے ہیں۔ ان کا جب پتہ ان کے سسر اور ساس کو لگ گیا تو انہوں نے پوچھ پاچھ کر کے یہ اطلاع پانپور میں ان کے والدین کو دلائی۔ یہاں تک کہ سب رشتہ داروں کو پتہ لگ گیا۔ پانپور میں ماتم داری ہونے لگی۔ چونکہ دیوی جی انتریامی تھی وہ لوک آچار کے مطابق اپنے پتا اور ماتا جی کو جو کہ پانپور تعزیت پرسی پر آئے تھے اور سسر اور ساس کو سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگی۔ بس اب من کی شانتی رکھنی چاہیئے اور فرمایا :۔ کہ

کوسم باغس رِیمی اچھن   یِثہ ہٹیئے من نہ اچھن پراوُ

سو رُوپہ درشن چھونتی اِچھ
(۲) کہنس پٹھی کیاہ چھوئی [illegible]
پتہ فیرت چھوئی نینوی اچھن
اور دیوی جی نے [illegible]
(۳) ابھیاسہ کنی وکاس پھُولم
پرکاش دمانہ موکھی وردم
(۴) گورہ کت ہر دیس منز باگ رٹم
سو دہیہ زیلون موکھتی پراوم
(۵) کل تہ مول کت کت چھوے
کرِیہ ہندا آگور وتہ لَب چھوے
(۶) کالس اندر رُودم اچھت
پای کنہ لبم تو مای چھس کوت
(۷) ہا چتہ کوہ چھوئی لگمت پرمس
وستہ بوزہ وش کرمک [illegible]
(۸) زنم پراوت دبھو چھا ندم
سموی اہار ستھاہ زانم
(۹) او مکار سر پہ کبول زانم
آتمہ سروپ سو پانے آسم
(۱۰) دوکھ چھنو تراوت موکہ ادچھو ہرس

کوت چھوی گژھُن پکُن تراوُ
موحی کنہ نتہ نچھن تراوُ
کوت چھوئی گژھُن پکُن تراوُ
[illegible]

سو پرکاش زانم یِتھ دیہہ
سوکھی برُوم کرُوم تیہ
گنگہ زلہ ناوم تن تہ من
یمہ سہ چالمُ مالم اک
تت کیوت چھوی سانہ سوبھاوُ
انتہ کوت چھوی گورہ ستہ ناد
نیالس تہاوُنم چوپار شائے
زالس نہ نہ آیس بوگم ناوُ
کوہ گوی اپزس پنہ یوک پروفنتیُ
پنہ گژھنہ تہ نہ مرنس کرونتویُ
لوین لوگن بھرم پری
چالوم دکھ داد پالم اک
شبدھ روپ اس گندھ دی سہت
پرمہ تت داروم شیرس پیٹھ
تلہ دزہ پرمہ سرس منز تھاہ

چھل زانن چھوی تارہ بو سر | چھلہ کڈ و تلہ شاہمار سس مال
(۱۱) حدہ گژھیہ ژٹن مدہ گژھیہ والُن | اہار گژھیہ کرون وُیل ہاک تہ ہَندی
نار گژھیہ للہ ودن گار گژھیہ ژالُن | تار گژھیہ دیون سمسار سیندے

دیوی جی نے اتنا کچھ اُپدیش گیان مارگ کا اپنے والدین. سُسر اور ساس کو کہہ کر دونوں ہاتھوں سے پرنام کرکے اپنا سب زیور اور پوشاک اُتار کر ان کے چرنوں پر رکھ کر صرف ایک کونہ پہن کر اور رومال سُرخ سر پر باندھ کر اودہ مکھ سے رخصت کیا اور خود مستانہ طریقہ پہ باہر نکل کر پھرنے لگی اور اس وقت ایسا طریقہ اختیار کر کہا کہ جب موضع پانپور کے لوگ چھوٹے بڑے اُن کے پیچھے پیچھے نکلنے لگے تو اُن کو نہایت کر وُدھ مکھ سے واپس کر دیا۔ یہاں تک موضع پانپور سے باہر نکل کر آہستہ آہستہ قصبہ بجبہارہ میں وہاں کے مندر میں دو یوم رہ کر یہ شبدھ وہاں فرمائے ہیں :-

شیلا یہ ہنزی اوتما بزُم | سٹرم ٹک لوس آسن بٹ
ھنس پولنس ملوں کرم | وُچھیم نہ ڈیونھم شیلہ کنہ وٹ

اور وہاں سے اننت ناگ اور علاقہ شوپیان اور مراج کامراج کے سب علاقہ میں پھرنے لگی۔ ہر جگہ وہ یوگہ بل سے سکندوں میں جایا کرتی تھی جب کہیں کچھ وقت قیام فرماتے تھے تو اس وقت پہ اوپکار کے لئے سرسوتی کا روپ دھر کر واکیوں کے دوارا گیان اپدیش فرمایا کرتی تھی۔ چونکہ اُن کے پاس مذہب وملت کا تمیز نہیں تھا۔ چونکہ یہ وقت

عین وہ وقت تھا کہ جب یہاں پر صرف فارسی زبان کا بڑا زور تھا اور ہر کوئی فارسی زبان استعمال کیا کرتا تھا اور مادری زبان اور سنسکرت زبان میں فرق ہونے لگی تھی۔ انہوں نے فارسی میں ہی کچھ شعر فرمائے ہیں انہوں نے تھوڑے شعر فرما کر یہ واکیہ کہہ کر

(۱) صاحب ست چھوی پانے وانس — لوک چھس دیان کینثرھا دیوُ
نہ تَنت کلُف تے نہ رُچھ وانس — نگئے پانس کینثرھا دونیو

(۲) شو چھوی کھلہ بیلہ زوران — مو زان ہند تہ مسُلمان
تو کیہ چھُوک پننوی پان پرزان — سوی ہمالیہ چھے صاحبس سیت زانی زانن

فرمایا کہ جب علاقہ کولگام موضع ہیرہ پورہ ماموره پورہ میں دیوی جی فرما کرتی تھی تو حضرت سعید جلاالدین صاحب بخاری تشریف لاتے ہیں ان کئے یعنے دیوی جی کے ساتھ آپس میں کچھ شعر بزبان فارسی فرماتے ہیں:۔ سلام من بمن الست۔

بیا باہم سخن گویم سخن گویم زہیچیت
مراد را نیست مومی نیست چوں نیست

نوٹ:۔ اور دس شعر پڑھ کر آخری شعر یہ فرماتے ہیں:۔

خودی رفت وخدا رفت ورمن رفت
شعور من ہمہ با جان وتن رفت

نیز اور بھی دوسرے بزرگ صاحب مسمی سعید حسین صاحب سمنانی سال ۷۵ کل ۶۷۷ سال ہوگئے ہیں۔ وہ صاحب ان کے ملاقات

کرنے تشریف لے آتے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ عرصہ علم عرفان کا کچھ بحث ومباحثہ فرماتے ہیں۔ اتنے میں دیوی جی کچھ عرصہ یہاں سے بہار ہندوستان تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں سے کچھ عرصہ ڈیرہ ڈون موضع کانگڑی میں رہ کر وہاں پہ بھی کشمیری زبان اور سنسکرت میں گیان اُپدیش فرمایا پھر وہاں سے کشمیر منڈل اکثر جنگلوں اور بیابانوں میں پھرنے لگی۔ یہاں تک کہ سرینگر بجبہاڑہ اور موضع اُنٹھواجن اور موضع رسر میں خاص کر چشمہ شاہی پہ کچھ عرصہ ٹھہرتی رہی۔ وہاں پر جنہ ٹھہر یعنی حلورسر کے نام سے پھر کہنے لگے اور وہاں زشتہ پل ایک بہت بڑا بھاری پتھر تھا۔ اُس پہ دیوی جی نے قریباً اڑھائی سو واکیہ لکھے ہوئے تھے جس پر سے پرانے مہاتماؤں نے دو سو پچیس واکیہ اپنے انبوہ سے لکھے ہوئے ہیں۔ پھر اپنے گورو مہاراج سدہ مال یعنے سدہ بابو کے گھر گنڈ اہلمر سرینگر میں تشریف لائی ہے۔ وہاں پہ گورو مہاراج کے کہنے پہ دیوی جی۔ جب حضرت شاہ ہمدان صاحب رح تشریف لاتے تھے اور حضرت شیخ نور الدین صاحب دریہ گام تحصیل بڈگام سے موضع چرار شریف میں تشریف لاکر عبادت کرتے تھے تو دیوی جی نے ان کی سچی عبادت دیکھ کر ان کے ساتھ بحث ومباحثہ علم عقبے کا کرنے جاتی ہے۔ پھر اُنہی ایام میں زنک ریشی صاحب جس کو زینہ شاہ صاحب کے نام سے پکارتے ہیں۔ وہ بھی علم خودسیاسی کے پُورے عابد تھے۔ سال ۱۹۱۳ء

میلہ سرسہ حضرات کے ساتھ گفت و شنید فرماتے ہیں پہلے حضرت شاہمدان صاحب رح کے ساتھ حسب ذیل ملاقات اور مباحثہ ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ مہاتما دیوی سنگت جی مہاراج فرماتے ہیں جو کہ جگت سروپا شری للی شوری کے جس کو کہ مسلمان بھائی لل عارفہ کے نام سے یاد کرتے ہیں کہ یہ مہاتما ایشوری کے مہان پرم بھگت اور اپاسک تھے۔ ان کے پاس دیوی جی ضرور درشن دیا کرتی رہتی ہے۔ اس کے سہارے دیوی جی کے یہ مہا واکیہ جگت میں پھیل رہے۔ جو مہا واکیہ علیحدہ لکھوائے گئے ہیں۔ ان میں جو تمہید سارے ادھیائے کا ورنن جس کا باس مہاتما دیوی بھگت جی مہاراج اور مہاتما یاسکرانند جی رازدان صاحب سے ہوا ہے۔ اس کا مختصر طور یہاں پر حوالہ دیا جاتا ہے جس وقت دیوی جی اپنے گورو مہاراج موسومی سدہ مال یعنے سدہ بابو کے پاس گنڈاہلمر تشریف لاتی ہے۔ گورو مہاراج نے ان کو مہا کالی جی کے استھان پر فتح کدل جانے پر مجبور کیا۔ دیوی جی نے تعمیل حکم کر کے استھاپن پر چلی گئی انہی ایام حضرت شاہمدان صاحب رح تشریف لائے تھے۔ اور اسی استھاپن کے پاس ہی انہوں نے رہنا پسند فرمایا۔ چونکہ جب دیوی جی استھاپن سے واپس آنے لگی تو قدرتی طور حضرت شاہمدان صاحب رح کو دل مبارک میں خیال اُٹھا کہ یہ بجلی کی چمک اس احاطہ سے کہاں اور کدھر چلی گئی۔ اتفاقاً ۱۱ نفر مزید ساتھ لے کر صاحب موصوف باہر تشریف لیکر دیوی جی یعنے لل عارفہ کو ڈھونڈھنے لگے۔ چونکہ عارفہ صاحب روشن ضمیر تھی۔ ان کو معلوم ہوا کہ صاحب موصوف کسی غرض کے لئے پیچھے آرہے ہیں چونکہ دیوی جی

ممتاز لباس میں خرقہ پہن کر بازار میں چلتی تھی اور ایک سبزی فروش کے دکان پر چڑھ کر فرماتی ہے کسی ٹوکری کے نیچے مجھے جائی رہائش دیدو۔ سبزی فروش نے غصہ میں کہا کہ جاؤ یہاں پر جگہ نہیں ہے پھر دو کان سنگین سے اوپر فتحکدل کے نزدیک ایک جگہ پر ایک نانوائی اپنا کام کر رہا تھا وہاں پر تشریف لیکر اُن سے کہا۔ مجھے چھُپنے کے لئے یہاں جگہ دیدو۔ کوئی غیر آدمی جو کہ کچھ پُوچھنے کے لئے میرے پیچھے آرہا ہے۔ چونکہ میں عریاں ہوں اور ایسے آدم زاد کے سامنے ایسی حالت میں نہیں رہنا چاہتی ہوں اسلئے کہیں چھُپنے کی جگہ دیدو۔ جب تک وہ چلا جائے گا۔ قدرت کا تماشا۔ اس نانوائی کو ہی اسکو جگہ دینے کی غیرت نہ ہوئی۔ وہ بولا۔ جاجا۔ یہاں پر جگہ نہیں ہے۔ اب چونکہ صاحب موصوف ہمراہ مریداں نزدیک پہنچنے والے تھے۔ دیوی جی نے مجبور ہو کر اور کہیں ٹھہرنے کے بجائے نانوائی کے تنورے میں یکدم چھلانگ ماری اور کہا۔ ڈکنہ بند کرو۔ چونکہ نانوائی ڈر کے مارے تنورے کو ڈھکنہ سے بند کر دیتا ہے۔ پرماتما سے دُعا کرنے لگا کہ یہ بات باہر پھیل نہ جائے۔ چونکہ ان کے چھلانگ مارنے سے اس محلہ کو ایسی خوشبودار ہوا پھیلنے لگی گویا کہ پھُول ہی پھُول دکھانے لگے۔ اتفاقاً صاحب ممدوح وہاں پر پُوچھ

پاچھ کر کے مریدوں سے دریافت کرانے لگے کہ یہ بجلی کی چمک کہاں چلی گئی۔ ہر ایک جگہ دریافت کیا گیا مگر کہیں پتہ نہ لگا۔ پھر اسی نانوائی کے پاس جا کر پوچھا جاتا ہے کہ یہاں جو سوگندی ہوا نکلتی ہے اس کی کیا وجہ ہے اگر یہاں پر کوئی شخص آیا ہوگا تو بتا دو انعام دیا جائے گا ورنہ ظلم و ستم برپا ہوگا۔ تو نانوائی مجبور ہو کر کہنے لگا ایک مستانہ عورت خرقہ پہن کر جگہ لینے کے لئے یہاں آئی اور کہا آدم زاد میرے پیچھے آرہے ہیں میں مستانہ ہوں چھپنے کے لئے جگہ دیدو۔ میں نے صاف انکار کیا۔ پھر وہ مجبور ہو کر اس نے تنورے میں جس میں آگ زبردست جل رہی تھی چھلانگ ماری وہاں سے وہ غائب ہو گئی۔ میں نے خوف کے مارے اوپر ڈھکنہ رکھ دیا۔ یہ اصلی بات ہے اب اختیار ہے۔ حکم ہوا کہ ڈھکنہ فوراً اٹھا لو۔ دبہ کیا تھی ڈھکنہ اٹھایا گیا تو تنورے میں سے دیوی جی ہو رہا بہشت کی طرح پھولوں کے ہار اور مالا گلے میں پہنے ہوئی باہر نکل کر یہ واکیہ ارشاد فرمائے:۔ ہمسہ ہٹو ہٹو کٹو۔ درش جیسے ناپھے کہیہ منجو اہم بھاؤ تراوت گیان مارگ رلو۔ اده دیوه بیئو سترن گاش۔

فارسی میں فرمایا:۔ درواں دیدہ دیگر دیدہ ہوست۔ کہ وارد دیگرہ از دید کی مست چوں آں دیدہ دریں کشاید۔ حقیقت ہا دیگر گوں سے نماید۔ لل نو چالیس سو من بارغ برس۔ دچھم شو شکت میلت تہ واہ۔ تتہ لے کرم امرتہ سرس۔ زندی مرس ہر کیا کرے

لاچارہ بیچارہ سرداد کرم۔ ندر چھوہ تہ ہیوما۔ فیرت دوبارہ حال کیاہ دتم۔ پران تہ روہن ہیوما۔ پران تہ روہن کنی زانم۔ پران یزت لبنہ ساد۔ پران یزت کتہ نہ کہری۔ توَی لبم سوہم ساد + یہ شبدھ فرماکر ناچتی ناچتی اوپر آسمان کی طرف چل کر غائب ہوگئی۔ کچھ منٹ بعد دیوی جی گورو مہاراج کے پاس بمقام اتھواجن کوہ دامن پر آپس میں سمواد کرتے تھے اس کے بعد دیوی جی پانپور سے ہوتے ہوئے بجبہاڑہ تشریف لے گئی۔ ادہتی ایام میں حضرت شیخ نور الدین صاحب موضع دریہ گام سے موضع چرار شریف میں تشریف لاکر عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اتفاقاً حضرت شاہ ہمدان صاحب کے ان ہی مریدوں میں سے ایک مرید جناب شیخ صاحب کے پاس آتے ہیں اور سب ماجرا ان کو سناتے ہیں اتفاقاً شیخ صاحب کو مبارک خیال اٹھتا ہے کہ کب ایسا یوم مبارک ہوگا کہ جس دن للی شوری صاحبہ یعنی لل عارفہ صاحبہ یہاں تشریف لاکر مشکور فرمانی۔ اتنا خیال کرتے ہی الیشوری کو معلوم ہوا سوچنے لگی کہ ضرور ان کے پاس جانا چاہیئے۔ پہلے ہی لڑکیوں کے دوارا جو کہ سنری یعنے (کمرچ) چاقوؤں سے نکالتی تھیں شیخ صاحب کو اپدیش کرایا۔ پھر خود دیوی جی تشریف لاتی ہے۔ یعنے کاکہ پور کے راستے گھاٹ پر مانجی لوگوں کو کہتی ہے ہمیں پار لے جاؤ۔ دو تین

ہانجیوں نے بطریق ناتوانی جواب دیا پھر ایک ہانجی نے جس کا اچھا دن آنیوالا تھا اُٹھا اور دیوی جی کو کشتی میں اچھی طرح بٹھایا۔ پار پہنچکر دیوی جی نے فرمایا میرے واپسی تک ٹھہرنا۔ ہانجی دست بستہ بولا۔ ست بچن۔ میں ضرور ٹھہروں گا۔ پھر چرار شریف کے نزدیک ایک گاؤں ہیں جہاں تک جناب شیخ صاحب آسہ مُبارک ہاتھ میں لیکر سیر کو نکلے ہوئے تھے۔ چیلے ساتھ تھے۔ آہستہ آہستہ اُس جگہ پہنچتے ہیں جہاں پر شیخ صاحب نے اُن لڑکیوں کو فرمایا کہ ارے لڑکیو تم کیوں چاقو سے کیڑوں کو مارتے ہیں۔ لڑکیوں نے جواب دیا۔ صاحب کیا فرماتے ہو کہ کشمیری میں (آساہت چھوہ ساساماران) یہ سُن کر شیخ صاحب نے اس وقت سے آسہ مبارک دست مبارک میں رکھنا پسند نہ فرمایا۔ خیر پھر جائے مبارک پر تشریف لیجاتے ہیں بیٹھتے ہی باہر سے سُنا گیا کہ آسمان سے ایک بجلی جیسی چمکی احاطے میں دیوی جی خود تشریف لاکر ایک بڑے پتھر پر ہنستی ہوئی بیٹھی۔ شیخ صاحب وہاں پر آکر ان کے ساتھ آپس میں حس نفس کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ آخر پر دیوی جی نے بہت بحث و مباحثہ کرنے پر فرمایا جب جناب شیخ صاحب فاقہ کشی سے بہت لاغر ہوئے تھے۔ جب عارفہ صاحبہ کے واسطے کھانے کو چیزیں منگوائی گئیں بہت خاطرداری کرائی گئی تو دیوی جی نے فرمایا:۔ زِنہ منہ چھوکھ نہ کھینہ چھوک منہ چھان

بکھر فرمایا۔ کہ:۔

۱۔ زلبشہ بوچھہ موکر پشاورن — بان بوچھی تان سندراون دبھہ
فرسٹ چانس کرنس واروان نہ ماروُن — کراوپکارن سوُے پچھئے کے

۲۔ معرفت ڈیوھم لوڈ شفیاکارا — ڈلیشت چجم مریخ بچھٹ
شہنک میدان گنڈم پالنس — مہ لیلے رووُم نہ عقل نہ ہوش

۳۔ واقف سائنیس دانش دانس — ادہ کہہ کلہ قول للہ یم پوش
کھنہ کھنہ کران کُن نو واتک — نکہنہ بچھک اہنکاری

۴۔ سموی کیہہ مالہ سموی آسک — سمے کھنہ موچر ننے برتن تاری
سب للہ سمے اب کہہ دورے — ادہ ہا مالیہ سپنک سُوہم سوُ

۵۔ شیوہ شیوہ کران شونا نوسے — گیو کنده زلک میمش سو آسے
گیوتے دمس دیہہ دُور آسے — گیوک نے دمس دیوره کینیے

۶۔ چھُو کونے چھوتا کونے — ادچھم اور پور ناکونے
دمہ فل ستے مول ناکونے — چھی چلینیو گاروُن نہ کونے

اتنا کہہ کر دیوی جی نے شیخ صاحب کو دُعائے نیک بخش کر چلنے کی تیاری کی۔ شیخ صاحب نے دست بوس کر کے کہا کہ اگر اور کچھ ہدایت ہو تو برمان مبارک فرماویں:۔ (۱) لل بود رہ ایس ز ہانڈان گاران۔ حل مہ کرمس لہ سنے مني

اُدِچھن ہُتم تور دہس - بجِن مِنبہ کل گنیم زو گس نیتی
مل ونده حالم جِگر یارن تلہ للہِ ناو ورام للہ دِل نندہ دمن بیتی

پھر فرما کر دیوی جی باہر نکل کر ادرشٹ ہو کر گھاٹ دریا پر پہنچی۔ ہانجی انتظار میں تھا تو کشتی میں پار چلی گئی۔ ہانجی کو کیا لینا دینا تھا۔ دیوی جی پار اُتر کر موضع بجبہاڑہ میں تشریف لے گئی۔ ہانجی کا چہرہ سونے کا ہوا تھا تو وہ پھولے نہ سما کر گھر پر چلا گیا اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگا اور بھی بہت سا ورتانت لکھنا تھا وہ سدھانت یعنی گرنتھ کے تمہید میں درج ہوگا جو کہ جلدی ہی شایع ہوگا۔ آخری وقت پر جب ۹۳ سال گذرتے ہیں تو دیوی جی نے آپس میں تنازعہ نہ اٹھنے پر دو سروپ دھارن کئے ایک سروپ مسلمان بھائیوں کے پاس رکھا ایک سروپ ہندیوں کے بمقام بجبہاڑہ رکھا۔ ۹۳ سال کے عمر میں دیوی جی دکھاوٹ کے لئے پھاگن شدی اشٹمی کو دیہہ تیاگ دیا۔ مسلمان بھائیوں نے تابوت نکالا اور پنڈتوں نے ارتھی نکالی۔ قبرستان پر اور مرگزار پر ارتھی اور تابوت کھولا گیا تو دونوں خالی پائے گئے۔ سب لوگ حیران ہو گئے۔ پھر بجبہاڑہ سے سب لوگ جمع ہو کر موضع پانپور میں ایک میدان میں دیوی جی کے متعلق ان کے کچھ واکیہ پڑھنے لگے:۔ کسو مرہ نے کسو ماراں مرہ کُس تے ماران کس۔ یسو ہرہ ہرہ ترا وت گرہ گرہ کرے اده سو مره تے ماران تس

بہت سے شعر گوئی ہوتی رہی۔ پانچ چھ بجے کا وقت ہوتا ہے
کہ شہر سرینگر سے ایک قافلہ آیا کرتا ہے جنہوں نے لل دید یعنی کل
عارفہ کو بمقام اتھواجن اپنے گورو مہاراج کے پاس بھیج دی تھی دیکھا
لوگ جو چل رہے تھے اور موضع پانپور میں سب حالات دیکھ لئے
تو انہوں نے بڑی جدوجہد کر کہا کہ دیوی جی کو ہم نے گورو مہاراج
کے پاس دیکھ لیا ہے۔ کیا کہتے ہیں۔ وہ اچھی چنگی بھلی ہے۔ ایسے میں
ہندوستان کے بہار علاقہ میں اور ڈیرہ ڈون کے نزدیک ایک
گاؤں میں کچھ عرصہ ٹھہرتی ہے۔ بعد ازاں یہاں کشمیر منڈل میں مراج
و کمراج میں پھرتی رہی۔ یہاں تک کہ مہا واکیہ جو کہ کم از کم ایک ہزار
شلوک پر مشتمل ہیں۔ لوگوں کو کہتی رہی بلکہ علاقہ شوپیان میں
ایک جماعت کو بھی دیوی جی نے اپنا جیسا بنا لیا تھا۔ جن میں سے
سال ۱۹۵۹ء میں تین اشخاص اسی جماعت کے خاندان سے آکر
سرینگر محلہ بھانہ محلہ نمبر پرستان میں ایک ہفتہ ٹھہر کر سالم اس سدھانت
کو پرکھونت کر لیا۔

سردست یہاں پر دیوی جی کی سوانح عمری ختم کی جاتی ہے

یہاں پر جو کچھ رہ گیا ہوگا تو اُس کو ادھیایوں کے تمہید پر لکھا جائے گا۔ نیز سوانح عمری کے دُوسرا ایڈیشن انگریزی میں درج ہوگا۔ اس میں ان رشیوں اور منیشروں کے نام درج ہوں گے۔ جو جگت سروپا شری للی شوری جی کے وقت میں موجُود تھے۔ ماہ بھادون کے پورنماشی کو سب سجنوں کو دیوی جی کے اوتار دھارن کا دن یاد رکھنا چاہیئے۔

مترجم شُبھ چنتک رام جو پنڈت ملہ پیرہ باغ حیدرپورہ

مہتمم شری للی شوری بھون۔ پیرہ باغ

پنڈت پریم ناتھ صاحب کے اہتمام سے نو کشمیر پریس سرینگر میں چھپا

بیش بہا نسخے

۱- سوانح عمری جگت سروپا شری للی شوری جی ۱۲ار
۲- لولہ گیتا- ترجمہ بھگوت گیتا کا ارتھ ۱۴ار
۳- شری وچنیتی مالا کشمیری ۴ر
۴- شری منگل کشمیری ۴ر
۵- وچنیتی مالا ہندی ۸ر

نوٹ :- جگت سروپا شری للی شوری کے واکھیہ کا مکمل مجموعہ تقریباً ایک ہزار واکھیہ اس وقت زیر طباعت ہے جسے جلد ہی شائع کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ

ہر علم وفن کی اردو- انگریزی- ہندی- عربی کتابیں کاغذ اور سامان سٹیشنری

ملنے کا پتہ

پین اینڈ پیپر سیلز

ہیڈ آفس
حبہ کدل

برانچ :-
چونہ پورہ سرینگر